غزوات کی توقیت میں محدثین اور اہل مغازی کا منہج واسلوب

حافظ محمد رمضان *
ڈاکٹر طاہر مصطفی*

The battles (ghazwat) fought by Prophet Mohammad (Pbuh) were remarkable in more ways than one. It, not only, demonstrated the great devotion of the disciples to the cause and their complete falk in the Prophet Mohammad (Pbuh) and his mission. Along with its significance as far-reaching consequences, the timing of these battles also holds its importance. The account of these battles are mentioned in Hadith literature, as well as in Seerah books. However, the timings of these battles are different in Hadith literature and Seerah accounts. Some seerah writers has consulted ahadith and synchronised the differences very aptly like Hafiz Mughaltai, however, some does not seem to subscribe this motion. So this article is written in order to ponder upon these differences and identify the more authentic traditions on timings of Prophet's Ghazwat.

توقیت غزوات محدثین اور اہل مغازی کے مابین ایک اہم اختلافی مسئلہ ہے اس میں محدثین اور اہل سیر میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔اگرچہ بہت سارے اہل علم نے اس پر قلم اٹھایا ہے یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ محدثین کی قلیل تعداد نے غزوات کی توقیت کی ہے لیکن اہل سیر اور اہل مغازی نے تقریباتمام غزوات کی توقیت کی ہے اکثر اہل سیر نے دیگر اہل سیر کی آراء کا ذکر بھی کیا ہے اسکے علاوہ شارحین محدثین نے مقارنہ اور موازنہ کرکے غالب دلائل کی بنیاد پر ترجیح بھی دی ہے غزوات کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباہر غزوہ کی تاریخ میں فریقین میں اختلاف موجود ہے اس مضمون میں مسئلہ توقیت غزوات میں اہل سیر اور محدثین کا نقطہ نگاہ پیش کیا گیا ہے فریقین کے دلائل کی بنیاد ہر ایک غزوہ کی توقیت واضح کی گئی ہے کتب حدیث نے بھی اس پر قلم اٹھایا ہے اور بعض شارحین حدیث اختلاف کی صورت میں تطبیق کرنے کی کوشش بھی کی ہے بعض اہل سیر اور اخذ روایت میں محدثین اور اہل سیر کا منہج واسلوب الگ الگ ہے اگرچہ بعض محدثین سیرت نگار بھی ہیں لیکن انہوں نے اپنی سیرت کی کتب میں محدثانہ اسلوب اختیار کیا ہے جسکی وجہ سے انکے ہاں حدیث اور سیرت کی روایات میں زیادہ اختلاف نہیں پایا جاتا لیکن اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بعض روایات میں محدثین اور اہل سیر

*پی ایچ ڈی سکالر، ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور
*چیئرمین، شعبہ اسلامی فکر و تہذیب، یونیورسٹی آف مینیجمنٹ و ٹیکنالوجی، لاہور

میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے اور ان روایات کے اختلاف کو رفع کرنے کی مختلف زاویوں سے کوشش کی گئی اکثر محققین نے تطبیق کا طریقہ اختیار کیا ہے اور بعض محققین نے اختلاف کی صورت یہ اصول وضع کر لیا کہ جہاں کہیں محد ثین اور اہل سیر کے ہاں اختلاف آجائے تو صرف محد ثین کی روایت کو ترجیح دی جائے گی ایک طبقہ محققین کا اس موقف کا علمبر دار ہے اہل سیر نے محض رطب و یابس سیرت میں جمع کیا ہے جسکی وجہ سے وہ ذخیرہ قابل اعتبار نہیں ہے ایک طبقہ محققین کا ایسا بھی ہے جن کا خیال تو یہ ہے کہ محد ثین کی روایات ہی کو ترجیح دینا ہی بہتر ہے مگر ان کا تعامل اس کے بر عکس ہے جیسا کے معاصر محققین میں مولانا ضیاء العمری وغیرہ۔ا

لیکن حقیقت حال کیا ہے اگر ہم تحقیق کے اصولوں کو سامنے رکھ کر ان اختلافات کو جاننے کی کوشش کریں تو لازمی طور پر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ محد ثین اور اہل سیر کے ہاں اختلافات موجو دہیں جنکو نظر انداز کرنا علمی خیانت ہوگی جسکے دورس نتائج ہوسکتے ہیں اور ہو بھی رہے ہیں یہ بات مسلمہ ہے کہ تاریخ اسلامی کئی حادثات کا شکار ہوئی ہے جسکے بہر حال نتائج مسلم دنیا پر ہوئے ہیں خیر القرون میں ایک اصول سامنے آیا کہ جو چیز دین ہے اسکی تحقیق لازم ہے لیکن جب بعض مسلم مورخین اور اہل سیر نے اس اصول کو نظر انداز کیا یا اس میں تساہل سے کام لیا تو اسلامی تاریخ پر اسکے مہلک اثرات مرتب ہوئے کیو نکہ غیر مسلم اسکالرز نے ان کمزوریوں سے بھر پور افائدہ اٹھا کر مسلم تاریخ کو متنازع بنانے کی کوشش کی ہے اور آج بھی اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں تحقیق کے نام پر کمزور روایات کا سہارا لے کر اسلام اور اہل اسلام کے بارے طرح طرح کے شکوک وشبہات پیدا کرنا مستشرقین کا پسندیدہ مشغلہ بن گیا جیسا کہ امام طبری یا اس جیسے دیگر مسلم مورخین کی روایات کا مسئلہ ہے کہ مستشرقین ان کمزور روایات کو بنیاد بنا کر اسلام اور اسلامی تاریخ کے بارے دنیا کے اذہان میں شکوک وشبہات پیدا کر رہے ہیں دوسری طرف اتنے ہی یا ان سے زیادہ سیرت نگار ایسے ہیں جو ہر حال میں روایاتِ سیرت کو ترجیح دیتے ہیں البتہ کچھ ایسے متقدمین اور متاخرین اہل علم ہیں جو دونوں قسم کی روایات میں تقابلی مطالعہ کرتے ہیں اور تاریخی واقعات اور روحِ سیرت کے مطابق تحقیق کی کسوٹی پر پر کھ کر جس کو صحیح سمجھتے ہیں ترجیح دیتے ہیں۔ اس الزام کی پرواہ کیے بغیر کہ وہ محد ثینِ کرام کی مرویات کے خلاف جارہے ہیں یا حق میں۔ اگر چہ یہ راستہ بڑا کٹھن ہے چند ایک محققین نے ہی اپنایا ہے اس ضمن میں امام حافظ مغلطائیؒ کا نام سر فہرست ہے جنہوں نے مواقیت کے مسئلہ میں امام بخاریؒ سے اختلاف کیا ہے اسکی ایک واضح مثال غزوہ ذات الرقاع کی

توقیت ہے انہوں نے اہل سیر کے اجماع کو ترجیح دیتے ہوئے امام بخاری کی روایت پر شک کا اظہار کیا ہے لکھتے ہیں:

وذکرہا البخاری بعد غزوۃخیبر، مستدلا بحضور ابی موسی الاشعری فیھا وفی ذالک نظر لاجماع اہل السیر علی خلافہ۲۔

معاصر سیرت نگاروں میں شبلی نعمانیؒ نے سیرۃالنبی میں بعض روایات میں جزوی اختلاف کیا ہے۔۳۔ ایک طبقہ شارحین کتب ستہ کا ہے ان میں بھی خاص طور پر صحیحین کے شارحین سر فہرست ہیں جیسا کہ امام حافظ ابن حجرؒہیں اس طبقہ محدثین نے کسی بھی اختلاف کی صورت میں یاتو ترجیح امام بخاریؒ کو دی ہے یاپھر محدثین اور اہل سیر میں اختلاف کی صورت میں تطبیق کرنے کی کوشش کی ہے ۔ ۴۔

یہ بات بھی مسلمہ ہے کہ قدیم وجدید سیرت نگاروں کے اپنے اپنے مناہج واسالیب ہیں جنکے مطابق سیرت پر متعدد کتب لکھیں جن میں یادہ تر اختلاف کی صورت میں تطبیق، ترجیح اور تلقین کا کام کیا ہے مگر ایسے محققین کی تعداد بہت قلیل ہے جنہوں نے نے محدثین کرام اور اہل سیر عظام کی روایات واحادیث کا تقابلی مطالعہ اور تنقیدی جائزہ لیاہو سیرتِ نبوی سے متعلق محدثین اور اہل سیر کی روایات کا جب تک تنقیدی تجزیہ نہ کیاجائے حقیقت کا پتہ لگانا مشکل ہے کہ کونسی روایات صحیح اور کونسی ضعیف ہیں۔ جو کہ تحقیق کا بنیادی اصول ہے جس طرح محدثین کے ہاں توقیت غزوات بہت ہی کم مقامات پر کی ہے اسی طرح محدثین کے ہاں ترتیب غزوات بھی ایک مسئلہ رہاہے اسکی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے غزوات کی ترتیب محدثین کی کتب سے لینے کی کوشش کی انہیں اس ضمن میں کافی مشکلات کا سامنا کرناپڑا کہ محدثین کا منہج واسلوب روایات غزوات میں اہل سیر سے الگ ہے انکا مطمع نظر غزوات کو ترتیب سے لکھنا مقصود نہیں ہے انکا مقصد کسی بھی غزوات کی روایات سے مستنبط ہونے والے احکامات مسائل ہیں جبکہ اسکے برعکس اہل سیر کا مدعااور مقصود روایات غزوات کو مربوط انداز میں پیش کرناہوتا ہے جس میں ہر غزوہ کے اسباب وعلل کے ساتھ ساتھ اسکی تواریخ، مقام اور اس غزوہ کا نتائج کابیان انکی بحث کا مرکز ہوتاہے لہذاان دونوں طبقوں کی روایات کو جانچنے کا انداز بھی مختلف ہوناچاہے بغور مطالعہ سے اور ٹھوس شواہد کی بناپر یہ نتیجہ اخذ کیاجاسکتاہے کہ اس ضمن میں اہل سیر کی روایات قوی ہیں اگرچہ یہ بنیاد محدثین ہی کی فراہم کردہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے غزوات وسرایا کی محدثین اور اہل سیر کے ہاں توقیت کا تعین کا مسئلہ:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مداحوں کا طویل سلسلہ ہے اسمیں محدثین، اہل تاریخ اور اہل سیر برابر کے شریک ہیں اور اس میں پھر متقدمین اور متاخرین کی جماعتیں ہیں اسکے علاوہ معاصرین کی بھی جماعت ہیں لیکن ان تمام محققین کو اہل سیر کے دو طبقوں پر ہی انحصار کرنا پڑتا ہے سیرت نگاری میں دو مختلف مکاتب فکر نمائندگی کرتے نظر آتے ہیں ایک طبقہ کا تعلق محمد بن اسحاقؒ سے جبکہ دوسرے کا تعلق محمد بن عمر واقدی سے ہے اہل سیر کے ان دونوں طبقوں نے بڑی باریک بینی سے تقریباً تمام غزوات وسرایا کی توقیت کی ہے اور اہل سیر اکثر متعدد تاریخوں کا ذکر ایک ہی غزوہ یا سریہ کے بارے کیا ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی غزوہ یا آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کا کوئی سریہ ایسا نہیں ہے جس کی انہوں نے تاریخ کا تعین نہ کیا ہو بلکہ اس سے بڑھ کر یہ بھی اہل سیر کے ہاں ملتا ہے اس تاریخی تعین میں خود اہل سیر کے درمیان اختلاف بھی نظر آتا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اہل سیر کے ہاں غزوات کی توقیت کی کس قدر اہمیت ہے۔۵ ۔

اہل سیر کے دونوں طبقوں کا منہج واسلوب منفرد اور قابل تحسین ہے ان میں ایک طبقہ ابن اسحاقؒ اور دوسرا طبقہ محمد بن عمر واقدیؒ کی متابعت کرتا ہے ان دونوں طبقوں کے ہاں غزوات کی باقاعدہ توقیت پائی جاتی ہے غزوات کی بنیادی توقیت کے علاوہ جزوی وضمنی توقیت کا اہتمام بھی انکے ہاں پایا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ تیسرا طبقہ بھی اہل مغازی کا ہے جسکی نمائندگی موسی بن عقبہؒ کرتے ہیں مندرجہ بالا دو طبقوں کے مقابلے میں انکی مغازی کی روایات نسبتاً کم ہیں ان تینوں طبقوں کے بالمقابل محدثین کرام کا منہج واسلوب یہ ہے کہ وہ غزوات کی تاریخوں کا ذکر یا تو کرتے ہی نہیں یا بہت کم کرتے ہیں جیسا کہ امام بخاریؒ کے ہاں بعض غزوات کی توقیت کتاب المغازی میں پائی جاتی ہے اور امام مسلمؒ کے ہاں بھی کتاب الجہاد والسیر میں بعض غزوات کی توقیت موجود ہے لیکن یہ توقیت کلی نہیں جزوی ہے٦ ۔

حضرات محدثین کی غزوات کی توقیت نہ کرنا یا جزوی توقیت کرنا اس امر کی دلیل نہیں کہ ان پر اعتراض کیا جائے کہ انہوں نے اس مسئلہ کی طرف توجہ نہیں دی بلکہ حقیقت حال یہ ہے کہ محدثین کے تالیفی مقاصد اہل مغازی کے مقاصد تالیف سے مختلف ہیں اور وہ یہ ہیں کہ حدیث رسول ﷺ کی تحقیق کرنا کہ یہ قول یا فعل آپ ﷺ نے فرمایا یا نہیں اس کے لیے حضرات محدثین دونوں سند حدیث اور متن

حدیث کی جانچ پڑتال میں اپنی زندگی صرف کر دیتے ہیں اتصال سند جیسے اصول محدثین کے ہاں پائے جاتے ہیں اسکے علاوہ حدیث سے ان کا مطمع نظر شرعی، فقہی اور قانونی مسائل کا استنباط ہوتا ہے۔اس کے لیے ان کو موردِ الزام ٹھہرایا نہیں جاسکتا کیونکہ ان کا طریقہ تالیف اور ہدفِ تحریر وقت و زمانے کی تعیین نہ تھا بلکہ شرعی، فقہی اور قانونی اصولوں کا استنباط تھا تاکہ وہ پوری دنیا کے سامنے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ پیش کر سکیں اور دنیا آپ ﷺ کے اس اسوہ حسنہ کی پیروی کر کے فلاح دارین حاصل کر سکے کیونکہ اللہ تعالی پوری انسانیت کی فلاح اپ ﷺ کے اسوہ حسنہ میں رکھی ہے۔اور ان کے مقابلے میں سیرت نگاروں کا طریقۂ تالیف اور مقصودِ تالیف یہ تھا کہ قاری کو واقعات و حادثات کو مربوط انداز میں پیش کیا جائیں اور ان واقعات کی معلومات کلی و جزوی فراہم کی جائیں نیز ان واقعات کے اسباب و وجوہات اور اس سے نکلنے والے نتائج کا بھی ذکر کیا جائے۷۔

محدثین کا بنیادی اصول اتصال سند اکثر بیشتر اہل سیر کے ہاں مفقود نظر آتا ہے اسکی بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جن میں سرفہرست میلادی مواد کی روایات ہیں خاص طور پر امام زہریؒ کی وہ روایات جو کہ ابن ہشامؒ اور ابن سعدؒ نے بیان کی ہیں اکثر منقطع ہیں۸۔

دکتور ضیاء العمری نے السیرۃ النبویہ الصحیحہ میں جو موقف اختیار کیا ہے اصول یہ ہے جو روایات عقیدے اور شریعت سے متعلق ہوں ان میں محدثین تشدد اور کمال احتیاط سے کام لیتے ہیں جبکہ عمرانی اور تاریخی معاملات میں تساہل سے کام لیتے ہیں۹۔

جبکہ حافظ ابن حجرؒ کا اس ضمن میں موقف یہ ہے کہ تطبیق کی کوشش کی جائے یا جہاں جزوی طور کسی واقعہ کو تسلیم یا رد کرنا پڑے تو کر لیا جائے بنسبت کہ سارے واقعہ کو رد کرنے کے، جس حصہ پر اتفاق ہو اسے لیا جائے بقیہ کو چھوڑ دیا جائے یعنی ضعیف حصہ کو رد کر کے صحیح حصہ کو لیا جائے جیسا کہ واقعہ بحیرہ راہب کی بحث اسی اصول پر کی ہے کہ یہ واقعہ بحیرہ راہب درست کیونکہ اس واقعہ کے رجال ثقہ ہیں جبکہ حضرت صدیق اکبرؓ اور بلال حبشیؓ کا اس سفر میں ہونا درست نہ ہے بلکہ یہ راوی کا وہم ہے ۱۰۔

دکتور ضیاء العمری نے اہل سیر کا دفاع ضعیف روایات کے ضمن میں اس انداز سے کیا کہ اعتراض اہل سیر سے رفع ہو جائے انکے مطابق سیرت رسول ﷺ مسلمانوں کے لیے روشنی کا مینار ہے لہذا مسلمانوں نے سیرت رسول ﷺ کے متعلق جسقدر مواد میسر آیا اسکے حصول میں ذرا بھی تعمل نہیں کیا قطع نظر اس مواد کی صحت کیا تھی ۱۱۔

حدیث اور محدثین کے منہج واسلوب کے اعتبار سے غزوات کی توقیت کا مسئلہ:۔

توقیت کے مسئلہ میں عمومی طور پر احسن طریقہ تاریخی اور زمانی ترتیب کا ہے جسے تمام اہل سیر و تاریخ مغازی نے اختیار کیا ہے لیکن کتب حدیث اور حدیث کے لحاظ سے غزوات اور دیگر واقعات کی توقیت ایک مشکل مسئلہ ہے کیونکہ کتب حدیث میں منہج واسلوب سیرت اور تاریخ کی کتب سے الگ ہے دوسرا اہم مسئلہ یہ ہے کہ حضرات محدثین نے تمام غزوات کی توقیت نہیں کی اور اگرچند غزوات کی جو توقیت کی ہے وہ بھی کلی نہیں جزوی ہے محدثین نے اکثر قمری ماہ کا ذکر کر دیا جیسا کہ ماہ شوال یا رمضان کا ذکر کر دیا اس میں بعض اوقات سال کا ذکر نہیں ہوتا جس سے اس واقعہ کی توقیت کا تعین مشکل ہو جاتا ہے محدثین کی عام طور ہر جو کتب مشہور ہیں مسانید کے علاوہ کتب ستہ مشہور ہیں مسانید میں جس قدر آحادیث مدون ہوتی ہیں ان میں زمانی ترتیب ممکن ہی نہیں ہوتی رہا معاملہ کتب ستہ کا ان میں صرف صحیحین میں کسی حد تک چند غزوات کی توقیت ملتی ہے اس میں بھی بخاری شریف سرفہرست ہے لیکن سنن میں غزوات کی توقیت نہ ہونے کے برابر ہے صحیحین میں جو توقیت ہوئی ہے اس میں عمومی طور پر ہجرت، یا کسی اہم واقعہ کے حوالہ سے کسی غزوہ کی تاریخ متعین کی گئی جیسا ہجرت کے ایک سال بعد یا بدر کے تین ماہ قبل یہ منہج امام بخاری کے ہاں پایا جاتا ہے عن عروہ کانت علی رأس ستۃ اشھر من وقعۃ بدر قبل احد ۱۲۔

اسکے علاوہ عمومی محدثین نے درج ذیل طریقے توقیت کے اپنائے ہیں:

۱۔ وہ غزوات جنکی تاریخ کا تعین اہل سیر کے اقوال سے کیا ہو۔

۲۔ ایسے غزوات جنکی محدثین نے تاریخ کا تعین اپنی سند سے کیا ہو۔

۳۔ وہ غزوات جنکی تواریخ کا تعین اہل سیر اور محدثین دونوں کے حوالہ سے کیا ہو۔

۱۔ اہل سیر کے حوالہ سے محدثین کی غزوات کی توقیت:۔

غزوات کی توقیت میں امام بخاریؒ کا نام محدثین میں سرفہرست ہے مگر انہوں نے بھی غزوات کی توقیت میں اہل سیر ہی پر اعتماد کیا ہے مثال کے طور پر غزوہ بواط غزوہ رجیع اور بئر معونہ کی توقیت میں ابن اسحاقؒ پر اعتماد کیا ہے قال ابن اسحاق اول ماغزا النبی ﷺ الابواء ثم بواط ثم العشیرۃ اس ضمن میں ابن اسحاق کے قول امام بخاری نے اعتماد کیا ہے ۱۳۔

اسی طرح غزوہ احزاب کی توقیت میں موسی بن عقبہؒ پر اعتماد کیا کہ یہ غزوہ شوال ۴ھ میں ہوا ہے ۱۴۔
جبکہ غزوہ بنو مصطلق کی توقیت میں دو صاحب مغازی کے اقوال درج کیے ہیں ایک ابن اسحاقؒ کا اور دوسرا موسی بن عقبہؒ کا ۱۵۔

لیکن یہاں بھی امام بخاریؒ نے کسی پر کوئی جرح نہیں فرمائی نہ ہی کسی قول کو ترجیح دی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ احزاب کی تاریخ کا تعین ابن اسحاقؒ اور موسی بن عقبہؒ کے اقوال کی روشنی امام بخاریؒ فرما رہے ہیں علاوہ ازیں غزوہ طائف کی تاریخ میں صرف موسی بن عقبہؒ کے حوالہ سے نقل کی ہے کہ یہ غزوہ ۸ھ کو ہوا ۱۶۔

اس ضمن میں یہ اہم نکتہ ہے ان اہل مغازی کی تاریخ نقل کرنے کے بعد کسی قسم کا اس سلسلہ میں امام بخاریؒ نے نقد نہیں کیا اگرچہ نقل کرنا ان پر اعتماد کا اظہار ہے۔

(ب) محدثین کرام کی اپنی سند پر غزوات وسرایا کی تاریخ وتوقیت

محدثین نے غزوات کی توقیت کے ضمن میں بہت کم غزوات وسرایا کا ذکر اپنی اسناد پر کیا ہے ان میں بھی اولیت امام بخاریؒ کو حاصل ہے اسکے علاوہ امام مسلمؒ ہیں۔ امام بخاریؒ نے جن غزوات کی روایات کو اپنی اسناد سے کیا ہے وہ درج ذیل ہیں ۔

امام بخاریؒ نے ابورافع یہودی کے قتل کے سریہ کی توقیت امام زھریؒ کے حوالہ سے کی ہے امام بخاریؒ کے الفاظ یہ ہیں: قال الزھری ھو بعد کعب بن اشرف بقول زہریؒ وہ کعب بن اشرف کے قتل کے سریہ کے بعد ہوا تھا۔ ۱۷۔

۲۔ امام بخاریؒ نے غزوۂ ذات الرقاعکیتوقیتحضرتابوموسیاشعریکیاسلاملانے کے حوالے سے کی ہے لکھا

فنزل نخلا وھی بعد خیبر لان ابا موسی جاء بعد خیبر ۱۸۔

اس کو خیبر کے بعد ہونا بتایاہے اور دلیل یہ دی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ خیبر کے بعد آئے تھے۔ اور اس غزوہ میں شریک تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ نے اسکی توقیت کی ہے کہ یہ غزوہ خیبر کے بعد ہوا ہے۔

۳۔ امام بخاریؒ کی رائے کے مطابق غزوۂ ذات القرد کو خیبر سے تین قبل ہوا جیسا کہ امام بخاریؒ کے الفاظ ہیں باب غزوۃ ذات القرد وھی الغزوۃ التی اغاروا علی لقاح التی صلی اللہ علیہ وسلم قبل خیبر بثلاث ۱۹۔
اس عبارت سے یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ یہ غزوہ تین دن پہلے ہے یا تین ماہ یا تین سال۔

۴۔ امام بخاریؒ نے غزوہ فتح کی تاریخ کے سلسلہ میں اپنا قائم کردہ باب میں صرف اس قدر صراحت کی ہے کہ یہ غزوہ یعنی غزوۂ فتح مکہ رمضان میں ہوا تھا۲۰۔

۵۔ غزوۂ حنین کے بارے میں ایک روایت حضرت ابن عباسؓ کی یہ بیان کی ہے جس میں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ رمضان میں حنین کی طرف روانہ ہونا لکھا ہے۔۲۱۔

اگرچہ غزوات وسرایا کے بارے میں امام بخاریؒ کی توقیت کلی نہیں ہے جزوی ہے جس میں سنہ، ماہ وتاریخ کی قید کی بنیاد پر نہیں ملتی اور نہ ہی ان کی اپنی اسناد کی بنا پر نظر آتی ہے درج بالا ایسے غزوات ہیں جنکی توقیت امام بخاریؒ نے کی ہے مگر بعض دوسرے سرایا کو اسی زمرہ شمار کیا جاسکتا ہے۔ جیسے امام بخاریؒ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ اور خالد بن ولیدؓ کی مہماتِ یمن کو حجۃ الوداع سے قبل بھیجے جانے کا ذکر کیا ہے اس سے یہی تاثر ملتا ہے کہ امام بخاریؒ نے ان کی توقیت اپنی سند پر کی ہے۔۲۲۔

محدثین کا خود اور اہل سیر کے حوالے سے غزوات کی توقیت

محدثین کے ہاں ایک تیسرا طریقہ توقیت یہ ہے کہ اپنی سند کے علاوہ اہل سیر اور اہل مغازی کے اقوال اور تحقیق کے مطابق غزوات کی توقیت کرتے ہیں اس ضمن میں زیادہ تر امثلہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے ہاں پائی جاتی ہیں اگرچہ یہ تعداد قلیل ہے۔

۱۔ پہلا غزوہ جسکی امام بخاریؒ نے باقاعدہ توقیت کی ہے وہ غزوہ بنو نضیر ہے جبکہ دو اور غزوات کی توقیت بھی امام بخاریؒ نے کی ہے جن میں غزوہ ذات الرقاع اور غزوہ خندق شامل ہیں غزوۂ بنی النضیر کا باب امام بخاریؒ نے مفصل باندھا ہے جس میں اس غزوہ کا سبب بھی ذکر کیا ہے ۔ پھر تاریخ کے تعین میں امام زہریؒ کا قول نقل کیا ہے : باب حدیث بنی النضیر ومخرج رسول صلی اللہ علیہ وسلم الی ھم فیدیة الرجلین وما ارادوا من الغدر برسول صلی اللہ علیہ وسلم، قال الزہری عن عروہ کان تعلیرأستة اشھر وقعة بدر قبل احد ۲۳۔ من وقول اللہ تعالی، ھو الذی اخرج الذین کفروا من اھل الکتاب من دیارھم لاول الحشر ۲۴ کہ وہ غزوۂ احد سے قبل اور غزوۂ بدر کے چھ ماہ بعد وقوع پذیر ہوا تھا اور سورۂ حشر کی ایک آیت کریمہ نقل کرنے اور اس سے ایک طرح سے استشہاد کرنے کے بعد ابن اسحاق کا قول بھی اس کی توقیت میں نقل کیا

ہے بلکہ ابن اسحاقؒ کے بارے میں خود فرمایا ہے کہ انہوں نے اس کو بئر معونہ اور احد کے بعد واقع ہونا بتاتا ہے۔

اسی غزوہ کے سلسلہ مین جو امام بخاریؒ نے دوسری روایت موسی بن عقبہ از نافع از ابن عمر کی سند سے بیان کی ہے اس میں بنی نضیر اور بنی قینقاع کی جلاوطنی کا ذکر کیا ہے حدیث کی سند یہ ہے:

حدثنا اسحاق بن نصر حدثنا عبد الرزاق اخبرنا ابن جریج عن موسی بن عقبہ عن نافع، عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما قال: حاربت قریظہ والنضیر وفاجلی بنی یال نضیر واقر قریظۃ ومن علیھم حتی حاربت قریظۃ۔۔۔۔۔۔الاخ ۲۵۔

از اسحاق بن نضر از عبد رزاق از ابن جریج از موسی بن عقبہ از نافع از ابن عمر، ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے بنو نضیر اور بنو قریظہ نے آپ ﷺ سے جنگ کی آپ ﷺ نے بنی نضیر کو جلاوطن کیا اور بنو قریظہ پر احسان کرتے ہوئے انہیں رہنے دیا کیونکہ انہوں نے (دوبارہ جنگ خندق میں)
آپ ﷺ سے جنگ کی آپ ﷺ نے انکے مردوں کو قتل کیا اور انکی عورتیں اور بچے اور مال و اسباب مسلمانوں میں تقسیم کر دیے بعض بنو قریظہ بچ گئے جو آنحضور ﷺ سے آکر مل گئے تھے آپ ﷺ نے انہیں امن دیا اور مدینہ کے سب یہودیوں کو جو کہ عبد اللہ بن سلام کا قبیلہ تھا اور بنی حارثہ کے یہودیوں کو مدینہ سے نکال دیا۔

اس سے تمام قبائل یہود کی جلاوطنی کی توقیت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ اس باب کی احادیث ایک جگہ پر مجتمع ہیں اس وجہ سے یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے کہ غالبا تمام قبائل یہود جنگ بدر کے چھ ماہ بعد قبل احد جلاوطن ہوئے حالانکہ حقیقت حال ایسی نہیں بنو نضیر کی جنگ جسکا سورۃ حشر میں بھی ذکر ہے اسکی توقیت اس حدیث میں امام بخاری نے کر دی ہے اور متصل حدیث میں تینوں قبائل یہود کا انجام بیان کر دیا گیا واللہ اعلم۔

۲۔ غزوۂ ذات الرقاع کو امام بخاریؒ نے اس بنا پر کہ اس میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی شرکت ہے غزوۂ خیبر کے بعد کا واقعہ قرار دیا ہے۔

امام بخاریؒ نے غزوۃ ذات الرقاع کی توقیت ابو موسی اشعری کی شرکت کے ساتھ کی متعین کی ہے کہ وہ غزوۃ خیبر کے بعد مدینہ آئے اس لیے احتمال ہے کہ یہ غزوہ خیبر کے بعد ہوا۔۲۶۔

جبکہ اسی باب میں ہی انہوں نے ابن اسحاقؒ کی روایت بھی نقل کی ہیں جس میں انہوں نے صلاۃ الخوف کا اسی غزوہ میں پڑھا جانا ذکر کیا ہے جبکہ ابن اسحاق کے حوالہ سے اس غزوہ کی کسی قسم کی توقیت کا ذکر نہ ہے ۲۷۔ حافظ مغلطائیؒ غزوۃ ذات الرقاع کی مواقیت کے مسئلہ میں امام بخاریؒ سے اختلاف کیا ہے انہوں نے اہل سیر کے اجماع کو ترجیح دیتے ہوئے امام بخاریؒ کی روایت پر شک کا اظہار کیا ہے

وذکرھا البخاری بعد غزوۃ خیبر، مستدلا بحضور ابی موسی الاشعری فیھا وفی ذالک نظر لاجماع اہل السیر علی خلافہ ۲۸۔

۳۔ امام بخاریؒ نے جن غزوات کی اپنی سند سے توقیت کی ہے ان میں غزوۂ خندق / غزوۂ احزاب بھی شامل ہے اس ضمن میں موسیٰ بن عقبہؒ نے جو غزوہ الاحزاب کی تاریخ ذکر کی ہے امام بخاریؒ نے اس قول کو نقل کیا ہے کہ غزوہ الاحزاب ۴ھ میں ہوا۔ ۲۹۔

دراصل یہ توقیت امام بخاریؒ کی نہ ہے بلکہ انہوں نے موسی بن عقبہؒ کی روایت پر اعتماد کرکے اسے نقل کر دیا۔

خلاصہ بحث

اور امام بخاریؒ نے اپنی سند سے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی جو روایت نقل کی وہ اس کی بالواسطہ تائید کرتی نظر آتی ہے۔

ابن عمرؓ والی روایت کے مطابق غزوہ احد میں انکی شرکت کم عمری کی وجہ سے ہوئی جبکہ یہ کم عمری ایک سال کی ہے جب پندرہ سال مکمل ہوئے تو انکو اجازت مل گئی اس وجہ سے بعض اہل علم نے غزوہ احد کو ۳ھ اور غزوہ خندق کو ۴ھ میں لکھا اس طرح ابن عمرؓ کی عمر پندرہ سال بھی پوری ہوئی اور موسی بن عقبہؒ کی روایت کی بھی تائید ہو جاتی ہے حالانکہ اگر ان دونوں روایات کو تسلیم کیا جائے تو کئی سوالات پیدا ہوتے ہیں ان میں ایک سوال یہ بھی ہے کیا غزوہ احد اور غزوہ خندق کی درمیانی مدت دو سال ہے یا ایک سال اس عقدہ کو حل کرنے کے لیے لازم ہے کسی تیسرے رائے پر اعتماد کیا جائے جیسا کہ شارحین بخاری میں سے حافظ ابن حجرؒ کی رائے یہ ہے کہ موسی بن عقبہؒ کی ۴ھ والی روایت درست نہ ہے کیونکہ موسی بن عقبہؒ غزوہ خندق کو ۵ھ میں ہونے کے قائل ہیں ۳۰۔

اسکے علاوہ مصنف عبد الرزاق میں امام عبد الرزاقؒ نے غزوہ خندق کے بارے لکھا ہے کہ یہ غزوہ، غزوہ احد کے دو سال بعد ہوا ہے[۱۳]۔

پھر طرح احد اور خندق میں دو سال کی مدت بنتی ہے جو کہ درست نظر آتا ہے کیونکہ جمہور اہل سیر نے غزوہ خندق کا ۵ھ میں ہی ہونا لکھا ہے اس یہ اشکال دور ہو جاتا ہے بشرطیکہ اہل سیر کی غزوہ خندق کی توقیت کو تسلیم کر لیا جائے اور امام بخاریؒ اور موسی بن عقبہؒ کی روایت کو حافظ ابن حجرؒ کے قول کی روشنی میں نظر انداز کر دیا جائے دوسرا پہلو اس ضمن میں یہ ہے کہ صحابہؓ کی عمر اور غزوات کی شرکت کے حوالہ سے غزوات کی توقیت میں کئی مشکلات پیدا ہوتی ہیں اسکے علاوہ محدثینِ کرام نے بہت کم غزوات وسرایا کی توقیت کی ہے اور بیشتر غزوات ومہمات کی توقیت انکے ہاں مفقود ہے۔ بعض روایات واحادیث سے جزوی توقیت ہو جاتی ہے مگر وہ بہر حال تاریخی تقاضوں کو پورا نہیں کرتی۔ ذیل میں ان غزوات وسرایا کی فہرست دی جارہی ہے جن کی توقیتِ محدثین کے ہاں نہیں پائی جاتی۔

ابواء، بواط، سفوان / بدر اولیٰ، العشیرہ، بدر کبریٰ، بنو قینقاع، سویق، الکدر، ذوامر، بحران، احد، حمراء الاسد، بدر الموعد، دُومۃ الجندل، لحیان، حدیبیہ، خیبر، فدک تیماء، وادی القریٰ، تبوک گویا کہ حدیثی توقیت لگ بھگ اکیس غزوات کی نہیں ملتی اس لیے کہا گیا کہ خیبر کے ساتھ اگر فدک، تیماء اور وادی القریٰ کو ایک غزوہ کا سلسلہ مان لیا جائے تو ایسے غیر موقت غزوات کی تعداد اٹھارہ رہ جاتی ہے۔ صراحت کے ساتھ کل سات غزوات کی اور مجمل طور سے نو غزوات کی توقیت حدیث میں ملتی ہے اور وہ بھی جزوی طور پر کہ کہیں مہینہ کا ذکر نہیں ہے تو کہیں اور کوئی چیز مذکور نہیں ہے۔

سرایا کی توقیت محدثین کے ہاں چند ایک کے علاوہ بہت کم ہے جیسے سریۂ رافع، رجیع، بئر معونہ۔ باقی سرایا جن کی تعداد ایک روایت کے مطابق ستاون کے قریب پہنچتی ہے محدثینِ کرام کے ہاں ان سرایا کی توقیت میں سکوت ہے راقم کے نزدیک مسئلہ توقیت محدثین کے مقاصد میں شامل نہ تھا انکے ہاں مقاصد احکام حدیث تھے اسی لیے انکی تمام تر صلاحتیں حدیث ہی کو جاننے اور پرکھنے پر صرف ہوئیں اور اس مقصد کے حصول میں انہوں حدیث کی سند اور متن کو اپنی تحقیق کا محور بناتے ہوئے اس عظیم کام کے لیے اپنی زندگیاں صرف کر دیں اور رسول ﷺ کی طرف کوئی ایسی چیز منسوب نہ ہونے دی جو آپ ﷺ نے نہ فرمایا کیا ہو اور مسئلہ توقیت دراصل اہل سیر اور اہل مغازی وتاریخ کے ہاں پایا جاتا ہے

انہوں نے اسی وجہ سے نہ صرف غزوات بلکہ سرایا کی بھی توقیت کی ہے اور محدثین نے انہی کی توقیت پر زیادہ انحصار کیا ہے بہت کم ایسے غزوات ہیں جنکی توقیت محدثین نے خود کی ہے واللہ اعلم۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ضیاء العمری، السیرۃ النبویۃ الصحیحہ ج:۱ مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، الطبعۃ السادسہ، ۱۴۱۳ھ، ۱۹۹۴ء

۲۔حافظ علاء الدین مغلطائی بن قلیج، الاشارۃ الی سیرۃ المصطفی وتاریخ من بعد من الخلفاء در القلم، دمشق، الدار الشامیہ بیروت ۱۴۱۶ھ، ۱۹۹۶ء ص:۴۷

۳۔شبلی نعمانی، سیرت النبی، الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور، ۱۹۹۱ء، ۲۲۰/۱

۴۔ابن حجر، احمد بن علی العسقلانی، فتح الباری، دار المعرفہ، بیروت، ۱۳۷۹ھ

۵۔ان کتب کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اہل سیر نے کسقدر باریک بینی سے سیرت کے ہر پہلو کی تمام معلومات امت محمدیہ کو فراہم کیں یہی وجہ ہے کہ آج بھی اہل علم انکی معلومات پر انحصار اور اعتماد کرتے ہیں، محمد بن اسحاق سیرت رسول ﷺ، کتاب المغازی واقدی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۳۴ھ، ۲۰۱۳ء الطبعۃ الثانیہ؛ الطبقات الکبری، ابن سعد، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعۃ الاولی، ۱۴۱۷ء، ۱۹۹۶ء؛ دلائل النبوہ ابو نعیم، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، ۱۴۳۳ھ، ۲۰۱۲ء؛ حافظ علاء الدین، مغلطائی بن قلیج، الاشارۃ الی سیرۃ المصطفی وتاریخ من بعد من الخلفاء دار القلم، دمشق، الدار الشامیہ بیروت، ۱۴۱۶ھ، ۱۹۹۶ء، وغیرہ تقریبا تمام کتب مغازی میں غزوات کی توقیت موجود ہے۔

۶۔البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار السلام للنشر والتوزیع الریاض الطبعۃ الثانیہ، ۱۹۹۹ء، کتاب المغازی، غزوہ بدر، احد وغیرہ، البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامعہ الصحیح، مکتبہ اسامہ بن زید دار المعرفہ بیروت ۲۰۰۴ء؛ صحیح مسلم، مسلم بن حجاج، کتاب الجہاد والسیر دار السلام للنشر والتوزیع الریاض الطبعۃ الثانیہ، ۱۹۹۹ء؛ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، دار السلام للنشر والتوزیع الریاض الطبعۃ الاولی ۱۹۹۹ء؛ حاکم، ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ المستدرک علی الصحیحین، قدیمی کتب خانہ کراچی، س ط ندارد؛ دار قطنی، علی بن عمر، سنن الدار قطنی، دار الفکر الطباعت والنشر والتوزیع، بیروت، ۱۹۹۴ دیگر کتب جیسا کہ مسند احمد وغیرہ میں حدیث میں جہاد اور غزوات کی روایات منتشر یا مجتمع پائی جاتی ہیں مگر توقیت غزوات کا عنصر مفقود ہے۔

۷۔ادریس کاندھلوی، سیرۃ المصطفی، ۶/۱۔۸

۸۔ضیاء العمری، السیرۃ النبویۃ الصحیحہ، ج: ۱ مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، الطبعۃ السابعہ، ۱۴۱۳ھ، ۱۹۹۴ء ص:۵۸

۹۔ایضاص:۴۰

۱۰۔عسقلانی، احمد بن علی، ابن حجر، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبعہ اولی، ۱۳۲۸ھ، ۱/۱۷۷

۱۱۔ضیاء العمری، السیرہ النبویۃ الصحیحۃ، ص:۴۴

۱۲۔الجامع الصحیح ا، کتاب المغازی باب حدیث بنو نضیر میں واقعہ بنو نضیر کی تاریخ کا تعین جنگ بدر سے چھ مہینے بعد اور جنگ احد سے پہلے ذکر کر کے متعین کی۔ قال الزھری عن عروہ کانت علی رائس ستۃ اشھر من وقعۃ بدر قبل احد۔

۱۳۔البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی،: باب غزوۃ الرجیع ورعل وذکوان وبئر معمونۃ وحدیث عضل والقارۃ وعاصم بن ثابت وخبیب واصحابہ۔ اس کے بعد قول ابن اسحاقؒ نقل کیا ہے۔

۱۴۔البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق وہی الاحزاب، قال موسی بن عقبہ کانت فی شوال سنۃ اربع۔۔

۱۵۔امام بخاریؒ نے اس غزوہ کی توقیت میں ابن اسحاقؒ اور موسی بن عقبہؒ پر اعتماد کیا ہے جیسا کہ بخاری، باب غزوۃ بنی المصطلق من خزاعۃ وھی غزوۃ المریسیع، قال ابن اسحاق، وذالک سنۃ ستۃ، وقال موسی بن عقبہ، سنۃ اربع۔

۱۶۔امام بخاریؒ نے غزوہ طائف کی توقیت میں موسی بن عقبہؒ پر اعتماد کیا ہے بخاری، باب غزوۃ الطائف فی شوال سنۃ ثمان قالہ موسیٰ بن عقبہ۔

۱۷۔البخاری، الجامع الصحیح، باب قتل ابی رافع عبد اللہ بن ابی الحقیق .، رقم. الحدیث:۴۰۳۹، ۴۰۳۸

۱۸۔البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوۃ ذات الرقاع، رقم الحدیث:۴۱۲۵

۱۹۔البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی باب غزوۂ ذات القرد، وھی الغزوۃ التی اغاروا علی لقاح النبی ﷺ قبل خیبر بثلاث، رقم الحدیث:۴۱۹۴

۲۰۔البخاری، الجامع الصحیح، باب غزوۂ الفتح فی رمضان، ام بخاری کے الفاظ ہیں غزا غزوۃ الفتح فی رمضان، رقم الحدیث ۴۲۷۵۔

۲۱۔البخاری، الجامع الصحیح البخاری، باب غزوۂ الفتح فی رمضان میں ہی حضرت ابن عباسؓ کی روایت دیگر کے الفاظ ہیں۔ خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان الی حنین والناس مختلفون فصائم ومفطر رقم. الحدیث: ۴۲۷۷

۲۲۔ البخاری، الجامع الصحیح، باب بعث علی بن ابی طالب وخالد بن الولید رضی اللہ عنہ الی الیمن قبل حجۃ الوداع، رقم الحدیث:۴۳۴۹

۲۳۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب حدیث بنی النضیر، ومخرج رسول اللہ ﷺ الیھم فی دیۃ الرجلین، وماارادوا من الغدر برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث:۴۰۲۸

۲۴۔ الحشر:۲

۲۵۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب حدیث بنی النضیر، ومخرج رسول اللہ ﷺ الیھم فی دیۃ الرجلین، وماارادوا من الغدر برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رقم الحدیث:۴۰۲۸، امام مسلم نے بھی اسی عنوان کے تحت یہود کا اخراج حجاز مقدس سے لکھاہے، (باب اجلاد الیہود من الحجاز)

۲۶۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوۃ الرقاع، رقم الحدیث: ۴۱۲۵

۲۷۔ البخاری، الصحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الرقاع، رقم الحدیث: ۴۱۲۷

۲۸۔ حافظ علاء الدین، مغلطائی بن قلیج، الاشارۃ الی سیرۃ المصطفی وتاریخ من بعد من الخلفاء دار القلم، دمشق، الدار الشامیہ بیروت ۱۴۱۶ھ، ۱۹۹۶ء، ص؛۲۴۷

۲۹۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق، وھی الاحزاب، قال موسی بن عقبۃ کانت فی شوال سنۃ اربع

۳۰۔ عسقلانی، ابن حجر، فتح الباری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق وھی الاحزاب، ص: ۳۹۳

۳۱۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب المغازی، باب غزوہ الخندق، رقم حدیث: ۱۹۳۷